رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَة

الحکم

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم باتو گر آئی چہاد رقادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ر (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲ر

فہرست مضامین

درخواست نماز جنازہ

مکرمی چودہری مولا بخش صاحب احمدی سیالکوٹ سے مندرجہ ذیل دردناک خبر بھیجکر نماز جنازہ غایب کی درخواست کرتے ہیں ہر جگہ کی احمدی جماعت مرحوم کیلئے جنازہ پڑہ دیں -

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - میں آپکو ایک سخت صدمہ جانکاہ کی اطلاع دیتا ہوں - کہ موضع چونڈہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ کی احمدی جماعت کا سرتاج سلسلہ احمدیہ کا علی نمونہ - غریب احمدی بہائیوں کا باپ سے زیادہ ہمدرد صلح کل - شکل و شباہت میں شاہزادہ دل کا حلیم چودہری غلام حسین خلف الرشید چودہری امین بخش ذیلدار متوفی مورخہ ۱۰ - جون بوقت ۱۱ بجے رات بعارضہ تپ محرقہ اس جہان سے کوچ کرگیا ہے - انا للہ و انا الیہ راجعون - اسکی نماز جنازہ ؟

نمبر ۲۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ - جون ۱۹۰۵ء مطابق ۱۲ - ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیام شوق بجناب رسالت مآب حضرت خاتم انبیاء سید الاصفیاء فداہ ابی و امی صلعم

از خاکسار ابو یوسف محمد مبارک علی احمدی سیالکوٹی

اے صبا جاکر کے کہنا اس حبیب پاک سے
کوئی بہی تجہہ سا نظر آتا نہیں صاحب جمال
دعوئ ہمتائی جاناں ہو بہلا کسکی مجال
صدمۂ فرقت سے ہوں مضطر پریشان قوم سے
پنجہ زن ہوں تیرے داماں محبت سے حبیب
اب مدینہ میں بلا لو ہند سے مجہکو شتاب
ظالموں کے ہاتہہ سے آقا مرے لاچار ہوں
میں بیاں کس سے کروں کیفیت سوز و گداز
ہے مری حالت سے واقف خالق کون و مکان
ہے مجہے شاہا ترے روئے منور کی قسم
تو نے دکہلایا بروزی طور سے اپنا جمال
جسنے پہچانا تجہے وہ بچگیا آفات سے
ہے حیات جاوداں مربوط تیرے نام سے
مرغ دل ممکن نہیں صید حوادث ہو کبہی
چاک ہے فرقت سے دل چاک گریباں کیطرح

دہو رہا ہوں شیشۂ دل دیدۂ نمناک سے
چشم پرنم سرمہ سا ہے تیرے در کی خاک سے
کس کو تاب ہمسری ہے سید لولاک سے
جان بلب آلودہ داماں ہوں خس و خاشاک سے
ہوں پنہ میں ..... مہدی دوران کی ہر سفاک سے
تنگ جان آئی ہے میری امت بیباک سے
رحم کر مجہہ پر چہوڑا اس درد وحشتناک سے
کون ہے واقف مری اس حالت غمناک سے
تو شفیع عاصیان ہے اوس جناب پاک سے
تیری ہی الفت اماں ہے گردش افلاک سے
قادیاں ہے جلوہ گر اب تیرے روئے پاک سے
ورنہ ممکن ہی نہیں بچنا اسے اہلاک سے
کنہ بالاتر ہے تیری فہم اور ادراک سے
دست قدرت نے اسے باندہا تیرے فتراک سے
مرہم رحمت تری ہے چارہ گر اس چاک سے

ہیں مبارک وہ - ہوئے جو تیرے مظہر کے غلام
ہے غلامی بہتر انکو دولت و املاک سے

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ ہفتہ اچہی ہے حضرت ام المومنین کی طبیعت بہی رو بصحت ہے - بزرگان ملت خدا کے فضل و کرم سے اچہے ہیں ۱۵ - جون ۱۹۰۵ء کو حضرت حکیم الامتہ کی طبیعت ناساز ہوگئی اسہال آئے جسکی وجہ سے ضعف ہوگیا بعد ظہر مجہے عیادت کیلئے جانیکا موقعہ ملا - فرمایا

میں موت سے ہرگز نہیں گہبراتا - ایک لطیف مضمون شروع کیا تہا - جب ضعف زیادہ ہوا تو مجہے خیال آیا کہ یہ مضمون ناتمام رہا - میں کل پڑہ رہا تہا کہ یکدم ضعف کا غلبہ ہوگیا اور غش آگئی - ورنہ وہ ایسا لطیف موقع اور مضمون تہا کہ میں بہت کچہہ اسپر بیان کرنا چاہتا تہا فرمایا میں نے ایک وصیت اس تکلیف کی حالت کو دیکہہ کر لکہی ہے عربی میں ہے جی چاہتا ہے کہ اسے شایع کردو - ترجمہ کردیا جاوے - فرمایا میرے دل کو بڑا اطمینان رہتا ہے قرآن شریف میری غذا ہے میں نے اسے اپنی والدہ ماجدہ سے جنہوں نے ۸۵ برس کی عمر تک قرآن شریف پڑہایا اور جو محب قرآن تہیں پڑہا ہے میرے والد صاحب کی ایک بڑی زبردست آرزو تہی وہ چاہتے تہے کہ اعلےٰ درجہ کا قاری رکہہ کر اس سے مجہے قرآن پڑہائیں - اور یوں تو میں انکی زندگی میں ہی قرآن شریف پڑہاتا اور حدیث کا درس دیتا وہ خود میرے درس قرآن کو سنتے تہے -"

یہہ چند باتیں ہیں جو حضرت حکیم الامتہ نے اسوقت کہیں ناظرین اندازہ کرسکتے ہیں کہ کیسا نفس مطمئنہ ہے بیماری کی نسبت تکلیف اور کسی قسم کی گہبراہٹ یا اضطراب قطعًا ظاہر نہیں کیا اگر کوئی بات کی ہے تو وہ جو آپ کے قرآن کریم کے ساتہہ خاص محبت اور الفت کو ظاہر کرتی ہے -

ایک اور بات مجہے دیکہنے کا موقع ملا - دوائی کہانیکے لئے پانی کی ضرورت تہی - ایک خادم نے صحن میں جاکر گہر میں کہا کہ مولویصاحب نے دوا کہانی ہے جلد پانی دو - فرمایا "جلد مت کہو" اللہ! اللہ کیسے اعلےٰ درجہ کے اخلاق ہیں یہ بہی فرمایا دوائی خدا نہیں - میں اسلئے کہاتا ہوں کہ سنت ہے بہر حال آپکو اسہال کیوجہ سے ضعف کی شکایت تہی - طبیعت الحمد للہ رو بصحت ہے -

۲ - میرے مکرم مخدوم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب آگرہ سے سید محمد شاہ صاحب ماچہی واڑہ سے - حاجی شہزادہ عبد المجید صاحب - ماسٹر عبد الرزاق صاحب سٹیشن ماسٹر لودہانہ سے اور ہوشیار پور اور بعض دیگر مقامات سے اکثر احباب شرف زیارت کیلئے حاضر ہوئے -

۳ - موسمی حالت بدستور ہے - گرد و باد کے طوفان آتے ہیں ۱۴ - جون کی شب کو باغ میں موضع لیل کے چوہڑے جن میں سے ایک پکڑا گیا -

تازہ الہامات

۱۴ - جون ۱۹۰۵ء کو قبل ظہر بیان کیا کہ دو تین دن ہوئے الہام ہوا تہا - **مصر صحت**

۱۶ - جون ۱۹۰۵ء - آج صبح کیوقت میں نے رویا میں پانچ سطریں

بے شرع وجودیوں کی حقیقت

موضع تیماپور کے قریب قصبہ گوگی میں وجودیوں کی ایک ٹولی ہے۔ اتفاقاً قصبہ مذکور میں ہمارے ایک احمدی بھائی مسمی محمد خواجہ صاحب کا جانا ہوا وہ وجودیوں کی سمع کی مجلس میں شریک ہوئے۔ ۱۲ بجے رات تک غزلیات پڑھی گئیں۔ احمدی بھائی نے انکی مجلس کی کیفیت خاکسار کے روبرو یوں بیان کی کہ اوس مجلس میں دلکو ایک سرور اور مزا حاصل ہوا۔ اور کل اہل مجلس کو توحید کے سرور میں مست پایا اُن کی توحید بہت اچھی معلوم ہوتی ہے مگر اونکو نماز روزہ سے محبت نہیں ہے وہ کہتے ہیں جبتک انسان کو حضور قلب حاصل نہ ہو نری ٹکریں مارنے اور بھوکے مرنے سے فائدہ ہی کیا ہے۔ چنانچہ اوس مجلس میں ایک غزل یہ بھی پڑھی گئی جسکے دو شعر اسوقت مجھے یاد ہیں وہ یہ ہیں ؎

اگر ہے شوق ملنے کا سمجھ کے رمز پاتا جا
جلا دے خود نمائی کو بھسم کا رنگ لاتا جا
نہ جا مسجد نہ جا کعبہ نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا
وضو کے توڑ کوزہ کو شراب شوق پیتا جا

اور اپنی تائید میں لاصلوٰۃ الا بحضور قلب سناتے ہیں اور اکثر مضامین کتاب کیمیائے سعادت کے پیش کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ

خاکسار نے اون کے جواب میں کہا کہ وہ لوگ توحید پسند ہیں مگر خداوند کریم کی اون کے دل میں قدر نہیں ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اون کو کامل محبت حاصل نہیں شرع شریف کے احکام کو ایک کھیل سمجھتے ہیں تقوے اونمیں نام کو نہیں ہوتا۔ غیر اللہ وغیرہ کہاتے ہیں بلکہ بعض مسکرات بھی جائز رکھتے ہیں تو احمدی بھائی نے کہا کہ وہ کہتے ہیں غیر اللہ ہے کہاں۔ جبتک انسان غیر کا اور خودی کا پردہ نہ اوٹھائے ہزار نماز پڑہا ہے تو کیا ہوا۔ اُسکو خدا کا دیدار حاصل نہیں ہوتا وہ یہاں بھی اندہا ہے اور وہاں بھی اندہا رہے گا ایک ساعت کی فکر ہزار برس کی عبادت سے بڑہکر ہے۔ ہم لوگ دل کے ساتھ باطنی نماز پڑھتے ہیں۔ ؎

ظاہر کی خوب نہیں فرزانگی
خوب ہے اوس راہ کی دیوانگی

اور قرآن شریف کی کئی ایک آیت بھی پڑہکر سنائی اور مجھے بھی اپنے مرشد سے بیعت کرنے کی ترغیب دی میں سچ کہتا ہوں انکی مجلس میں میرے دل کو ایک مزا آیا اسلئے انکا طریقہ بھی مجھے ٹھیک معلوم ہوتا ہے خاکسار نے کہا پہلے انسان کو اللہ کا ولی ہونیکے لئے کامل مرشد کی تلاش چاہئے۔ کامل مرشد کی علامت یہ ہے کہ وہ خدا سے مکالمات کا دروازہ کہولے اور اکثر دعائیں اوسکی قبول ہوں۔ مکالمات کا دروازہ کہلنے کی یہ نشانی ہے کہ اوسکی پیشگوئیاں پوری ہوں کیونکہ علم غیب سوائے خداوند تعالے کے اور کوئی نہیں جانتا ہاں وہ اپنے ولی کو مانگنے پر یا کبھی بے مانگے اپنے فضل وکرم سے کچھ بتا دیتا ہے وہ باتیں اون کی پوری ہوتی ہیں یوں تو خوش آواز سے قرآن شریف کی آئتیں فونوگراف میں بہرنے سے بھی دلکو ایک سرور آتا ہے کیا اس سے وہ باجا فونوگراف صوفی بن جائیگا۔ اب یہ علامتیں کامل طور سے حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوائے اسوقت روئے زمین پر کسی میں پائی نہیں جاتی اگر ہے تو کسی کو پیش کر کے میدان میں لائیں اون سی بڑھکر اب کوئی کامل مرشد واللہ کا ولی نہیں ہے اوس احمدی بھائی نے اس میری تقریر کو سنکر کہا کہ میں نے اون سے یہ باتیں کہی کہ ہمارے پیش امام صاحب نے (یعنی یہ خاکسار) اپنی قبولیت دعا وغیرہ کی وہ جو کچھ باتیں کہتے ہیں دس میں سے آٹھ ضرور پوری ہوتی ہیں کیا یہ بات تمکو بھی حاصل ہے تو ایک نے کہا یہ اون کی کرامت ہے یا استدراج غرض اس تقریر کے بعد میری کو خاکسار نے دعا کی کہ خداوندا اون لوگوں کا حشر کیا ہوگا اون کا طریقہ صحیح ہے یا کیا اس عاجز پر کہول دے۔ رات کو قبل از تہجد خاکسار کو کشف میں یہ دکہایا گیا کہ ایک جماعت ہنود کی صورت ولباس میں کوئی قوم کا بیڈر ہے کوئی حجام ہے کوئی دہوبی ہے وہ تمام کہانا کہانے کے لئے ایک مجلس میں بیٹھے ہیں عمدہ بریانی گوشت ومصالح وغیرہ ڈالے ہوئے اون کے سامنے برتنوں میں رکہے گئے ہیں وہ اون برتنوں میں سے ٹٹول ٹٹول کے نلیاں نکالکر اندر کا گودا کہاتے ہیں اور ہڈیوں کو پہینکدیتے ہیں اور اوس مصالحہ دار کہانے کی بھی کچھ قدر نہیں کرتے۔ اتنے میں بیدار ہی ہوئی تو خاکسار کو یہ خیال ہوا غالباً اونکا طریق بھی ٹھیک معلوم ہوتا ہے یہ اصل اور نازک چیز کو یعنی مغز کو کہاتے ہیں اور اونہوں نے جو عمدہ کہانے کی قدر نہیں کی وہ شرع شریف کی قدر نہ کرنے کی تعبیر لیگئی میں نے یہ کشف ایک دوسرے احمدی بھائی مسمے محمد سرمست صاحب مدرس کے سامنے بیان کیا اُنکو بھی کچھ تصوف کا خیال تہا اونہوں نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون میں بھی کچھ خوبی ہے وہ اصل مغز کو لئے ہوئے ہیں اسلئے وہ اپنی تائید میں یہ شعر بھی سنایا کرتے ہیں ؎

ما ز قرآن مغز را برداشتیم
استخوان پیش سگان انداختیم

مگر وہ شرع شریف کے پابند نہیں ہوتے وہ سب شرع کے احکام کو پوست سمجھتے ہیں مغز ملنے کے بعد پوست کی حاجت کیا ہے اتنی باتیں ہونیکے بعد خاکسار مسجد میں ممبر کو تکیہ دیکے بیٹھا ہوا تہا وہ صاحب اخبار البدر دیکھ رہے تہے خاکسار کو عین اُسی وقت ایسے وجودیوں کی نسبت تہوڑی سی غنودگی کی حالت میں یہ الہام ہوا کہ (رانڈ بازی کرتے ہیں) ابہی وہ مدرس صاحب اخبار کا ایک کالم بھی پورا نہیں دیکھے ہوئے تہے اون سے کہدیا دیکھو ابہی اون وجودیوں کی نسبت یہ الہام ہوا کہ (وہ رانڈ بازی کرتے ہیں) یعنی اون کی توحید اور ہماری توحید میں یہی فرق کہ ہمارا تعلق خداوند کریم سے جایز طور پر ہے اور اون کا تعلق ناجایز طور پر یعنی جیسے عورت ومرد کے جوڑے کا آپس میں تعلق ہوتا ہے ویسے ہی خداوند کریم سے بندہ کا تعلق ہے ہم لوگ تعلق پیدا کرنے کے لئے کیا کرتے ہیں۔ عقد خوانی کی مجلس قایم کر کے طرفین سے ایجاب وقبول کرواتے ہیں مہر کی تعداد وگواہ بھی مقرر کر کے عورت سے مزا حاصل کرتے ہیں مگر وہ لوگ اس کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ سارا تعلق دل سے ہے ظاہرا کہنے اور کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے وہ عورت ہی ہم سے راضی ہوگئی اور ہم بھی دل کے ساتھ اوس سے راضی ہو گئے یہ ایجاب وقبول ہے۔ اور آنے وجانے والے پڑوسیوں کو معلوم بھی ہے کہ ہم اوس عورت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں گویا یہ بجائے گواہ کے ہیں ہم جو اوسکو خرچی دیتے ہیں وہ بجائے مہر کے ہے پھر اب دوسری باتوں کی جو ظاہرا نکاح کے وقت کئے جاتے ہیں وہ سب لوگوں کو دکہانے کے ہیں اوسکی ضرورت ہی کیا ہے نکاح میں تین فرض جو تہے وہ تو ہم سے ادا ہوئے زبانی نہیں بلکہ دل سے راضی ورضامندی کیسا نہیں بھلا اون کے اس کہنے سے یہ دونوں تعلقات پیدا کرنیوالے یعنی رانڈ بازی ونکاح کرنے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہو سکتے اس خاکسار کے الہام میں کئی ایک نکات ہیں وہ یہ ہیں کہ جو لوگ ظاہرا بموجب احکام شرع شریف نکاح کے ساتھہ تعلق پیدا کرتے ہیں وہ آتشک وسوزاک وغیرہ مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں جو لوگ بخلاف اسکے فقط عشق بازی سے تعلق پیدا کرتے ہیں وہ ان بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں ایسا ہی اونکو بھی ایک طرح کے دوزخ کی آگ کی جلن بھگتنی پڑے گی نیز جو تعلق عورت ومرد کا نکاح سے ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے اور جو تعلق خلاف شرع ہوتا ہے وہ تہوڑے دنوں کے لئے۔ ایسا ہی جو لوگ شرع شریف کے تابع ہوتے ہیں اون کا تعلق اللہ اور اوس کے رسول حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہر ایک حرکت وسکون کیوقت ہمیشہ وہر وقت رہتا ہے چونکہ وہ اپنے ہر ایک کام کے پہلے یہ دیکھ لیتے ہیں کہ وہ خدا کی رضامندی کے لئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق ہے یا نہیں۔ اور اوسمیں تقوے کی کونسی راہ ہے ان بے شرع وجودیوں کا تعلق خداوند کریم سے فقط راگ ورنگ کے وقت ہی رہتا ہے باقی اوقات ان کے نفس پرستی میں گذرتے ہیں نیز اللہ اور بندہ کی دو محبتوں کے ملاپ سے ایک تیسرا نور پیدا ہوتا ہے وہ روح القدس ہے جس کیوجہ سے الہام کا دروازہ کہلتا ہے وہ نور گویا بطور ابن کے ہے مگر ناجایز طور سے جو تعلق ہوتا ہے اکثر اونکی اولاد سے محروم رہتے ہیں اگر ایک آدہ کچی خام بھی آجائے تو حمل ساقط کیطرح وہ بھی ساقط الاعتبار ہوتا ہے اگر ایک آدھ اولاد بھی ہو جائے تو کیا وہ حقیقی نکاحی اولاد کا مقابلہ کرسکتی ہے؟ ہرگز نہیں نیز عورت ومرد میں شرع شریف کی رو سے جو تعلق پیدا ہوتا ہے اون کے آپس کے برتاؤ میں ایک دوسرے کی عزت وبزرگی ظاہر ہوتی ہے بخلاف اسکے ناجایز تعلق کا جو برتاؤ ہوتا ہے وہ ٹھٹول وہنسی وبے عزتی کا سبب ہوا کرتا ہے سوچو اور سوچتے جاؤ ہر دو کشف والہام مذکورہ میں بہت سارے نکات اور بھی ہاتہ آئینگے۔ یہ تمام تقریر اس خاکسار کی سنکر بعض احمدی بھائیوں کے دلوں میں جو کچھ اوہام باطلہ ان وجودیوں کی نسبت تہے اون سبہوں نے اوس سے توبہ کرلی یہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کا فضل وکرم اور مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کا طفیل جو خداوند کریم نے اس مسئلہ کی اصل حقیقت کو بتا دیا۔ الحمد للہ علے ذالک۔

خاکسار عبد اللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر
تیماپور ضلع لنگسگور

ضروری درخواست

برادران منشی محمد یوسف صاحب خواجہ ظفر حسین صاحب متعلمان ہاسپٹل اسسٹنٹ کلاس کا آخری امتحان ۲۱ جون ۱۹۰۵ء کو شروع ہے۔ لہذا جملہ ناظرین اخبار الحکم وقوم احمدی کی خدمت میں مودبانہ گذارش ہے۔ کہ ہر دو برادران کی کامیابی کے لئے درگاہ ایزد متعال میں دعا فرمائی جاوے۔

والسلام

عریضہ نیاز خاکسار حسن علی
متعلم ہاسپٹل اسسٹنٹ کلاس احاطہ چانن مل متصل میڈیکل کالج لاہور
۵ - جون ۱۹۰۵ء

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود ہو جانا بھی انکے نصیب میں ہے تو اس صورت میں خدا کے فضل کا خود یہ تقاضا ہونا چاہیئے تھا کہ جیسے گذشتہ نصاریٰ سے انہوں نے بُری چیزیں لیں اسی طرح وہ نیک چیز کے بھی وارث ہوں اسی لئے خدا نے سورہ فاتحہ میں آیت اھدنا الصراط المستقیم میں بشارت دی کہ اس امت کے بعض افراد انبیاء گذشتہ کی نعمت بھی پائینگے نہ یہ کہ نرے یہودی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں اسی کیطرف سورۃ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اس کے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور عیسےٰ اس سے پیدا ہوا اس آیت میں اسبات کیطرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اسکو ملے گا پھر اسمیں عیسےٰ کی روح پھونکی جاوے گی تب مریم میں سے عیسےٰ نکل آئیگا یعنے وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کیطرف منتقل ہو جائیگا گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلائیگا جیساکہ براہین احمدیہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی کی طرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں اور وہ یہ ہے کہ انّی لکِ ھٰذا یعنے اے مریم تو نے نعمت کہاں سے پائی اور اسی کیطرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ ھزّی الیک بجذع النخلۃ یعنے اے مریم کھجور کے تنہ کو ہلا - اور پھر اسکے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو میںنے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونکدی - خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ فنفخنا فیہ من روحنا - پس اسجگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جسکا نام روح الصدق ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسےٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا اسکے پیدا ہونیکے بارہ میں یہ الہام ہوا - یا عیسیٰ انّی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ -

اس جگہ میرا نام عیسےٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسےٰ پیدا ہو گیا جسکے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا - پس اس لحاظ میں عیسےٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ - اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسےٰ ابن مریم اس امت میں اسطرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائیگا اور پھر بعد اسکے اس مریم میں عیسےٰ کی روح پھونک دی جائیگی - پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پاکر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائیگا اور اس طرح پر وہ عیسےٰ بن مریم کہلائیگا یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کے ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرما دی ہے قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقوےٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنے یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائیگا اور پھر مریم سے عیسےٰ بنایا جائیگا گویا اسمیں سے پیدا ہوگا - وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اسوقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اتار دی جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کیطرح مجھ میں بھی عیسےٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھدیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسےٰ بن گیا - اے عزیزو غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کیوقت جبپر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اوسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئیگا سوچونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اسلئے گو اوس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ

براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میںنے پرورش پائی اور پردہ میں نشو و نما پاتا رہا پھر جب اوسپر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسےٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھیرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے - مجھے مریم سے عیسےٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھیرا - اور خدا نے براہین احمدیہ کیوقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اوس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسواسطے میںنے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھدیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفین کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعوےٰ نہیں جبتک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھاوے سو اوسوقت تک حکمت الٰہی کا یہی تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میرے سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میںنے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعوےٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار تصریح لکھا گیا ہے - اسجگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں - اور مجھے یاد نہیں کہ میںنے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شایع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو میںنے سنایا تھا اور میرے یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اوس زمانہ کا ہے جب کہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا یعنے پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنہ کھجور کیطرف لے آئی یعنے عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جنکے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مر جاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کیطرف اشارہ ہے جو ابتدا میں مولویوں کیطرف سے بہیئت مجموعی پڑا

اور وہ اس دعوے کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک حیلے سے انہوں نے فنا کرنا چاہا تب اوسوقت جو کرب اور قلق نا سمجھوں کا شور و غوغا دیکھ کر میرے دلپر گذرا اسکا اسجگہ خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اسکے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا لقد جئت شیئاً فریا - ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا اور پھر اسکے ساتھ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے - ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امراً مقضیا - قول الحق الذی فیہ تمترون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳ - ترجمہ اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ اور تیری ماں تو ایسے نہ تھے - مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا اور ہم اسکو لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دینگے اور یہ بات ابتداء سے مقدر تھی اور ایسے ہی ہونا تھا یہ عیسیٰ بن مریم ہے جسمیں لوگ شک کر رہے ہیں یہی قول حق ہے - یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں - جو حضرت عیسےٰ اور ان کی ماں کے متعلق ہیں - ان آیتوں میں جب عیسےٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدایش کا انسان قرار دیا ہے اوسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم اسکو اپنا نشان بنائینگے اور یہی عیسےٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسےٰ سے میں ہی مراد ہوں - میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اسکو نشان بنا دینگے [illegible] کہا گیا کہ یہ وہی عیسےٰ بن مریم ہے [illegible] والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورت پرست ہیں حقیقت پر ان کی نظر نہیں -

نوٹ - اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعوےٰ مسیح موعود ہونے کی کسی نے اون کو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور اخیر اپنے کاموں سے وہ سیدھا اور صاف دل مسلمان تھا ایسے ہی بہتوں نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعوےٰ کیا -

یہ بھی یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کے عظیم الشان مقاصد میں سے یہ دعا ہے کہ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اور جیطرح انجیل کی دعا میں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تھیں یہ مقابلہ بھی قابل نظارہ ہے اور جس طرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسائیوں کو روٹی کا سامان بہت کچھ مل گیا ہے اسی طرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹھہرائے گئے اور دراصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بھی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ میں آجائے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہاں تک کہ اس ابن مریم پہ بھی اسرائیلی ابن مریم کیطرح آئے اول جیسا کہ عیسےٰ ابن مریم محض خدا کے نفخ سے پیدا کیا گیا اسیطرح یہ مسیح بھی سورۃ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفخ سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا جیسا کہ ابن مریم کی پیدایش پر بہت شور اٹھا اور بدنہاد مخالفوں نے مریم کو کہا لقد جئت شیئًا فریًّا اسیطرح اس جگہ بھی کہا گیا اور شور قیامت مچایا گیا اور جیسا کہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت عیسیٰ کی نسبت سے یہ جواب دیا ولنجعلہ آیۃ للناس و رحمۃ منا وکان امرا مقضیا یہی جواب خدا تعالیٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت جو استعارہ کے رنگ میں تھا مخالفوں کو دیا اور کہا تم اپنے فریبوں سے اوسکو نابود نہیں کر سکتے میں اسکو لوگوں کے لئے رحمت کا نشان بناؤنگا اور ایسا ہونا ابتداء سے مقدر تھا۔ اور پھر جیس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسےٰ پر فتویٰ تکفیر کا لکھا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفتاء طیار کیا دوسرے فاضلوں نے اوسپر فتویٰ دیا۔ یہانتک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم و فاضل جو اکثر اہل حدیث تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ پر تکفیر کی مہریں لگادیں ٭ یہی معاملہ مجھ سے ہوا اور پھر جیسا کہ اس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسےٰ کی نسبت کی گئی تھی انکو بہت ستایا گیا سخت سخت گالیاں دی گئیں ہجو اور بد گوئی کی کتابیں لکھی گئی تھیں یہی صورت اسجگہ پیش آئی گویا اٹھارہ سو (۱۸۰۰) برس کے بعد وہی عیسےٰ پھر پیدا ہو گیا اور وہی یہودی پھر پیدا ہو گئے۔ آہ یہی معنی تو اس پیشگوئی کے تھے غیر المغضوب علیہم جو خدا نے پہلے سے سمجھا دیا تھا مگر ان لوگوں نے صبر نہ کیا جبتک یہودیوں کیطرح مغضوب علیہم نہ بن گئے اس مماثلت کی ایک اینٹ تو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگادی کہ مجھے عین چودہویں صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودہویں صدی کے سر پر آیا تھا **مسیح الاسلام** کر کے بھیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ ان کا مقابلہ کرے . . . . . . اور خدا کلی مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کر سکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کیطرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہے گا وہ توڑ نہیں سکیگا مگر یہ اینٹ جب اوسپر پڑے گی تو اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی کیونکہ اینٹ خدا کی اور ہاتھ خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفوں نے طیار کر کے اوس کے مقابل پر رکھدی کہ میرے مقابل پر وہ کام کئے جو اسوقت کے یہودیوں نے کئے تھے یہانتک کہ میرے ہلاک کرنے کے لئے ایک خون کا مقدمہ بھی بنایا گیا جس کی میری خدا نے مجھے پہلے خبر دے دی تھی وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسےٰ ابن مریم کے مقدمہ سے بہت سخت تھا کیونکہ حضرت عیسےٰ پر جو مقدمہ کیا گیا اس کی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تھی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات تھی بلکہ کچھ بھی نہ تھی مگر میرے پر جو مقدمہ کھڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعوے تھا اور جیسا کہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی مولویوں نے جاکر گواہی دی تھی ضرور تھا کہ اس مقدمہ میں بھی کوئی مولویوں میں سے گواہی دیتا اسلئے اس کام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک بڑا لمبا جبہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کاہن مسیح کو صلیب دلانے کے لئے عدالت میں گواہی دینے کے لئے آیا تھا یہ بھی موجود ہوئے صرف فرق اسقدر تھا کہ سردار کاہن کو پیلاطوس کی عدالت میں کرسی ملی تھی کیونکہ یہودیوں کے معزز گروہ کو گورنمنٹ رومی میں کرسی ملی تھی اور بعض ان میں سے آنریری مجسٹریٹ بھی تھے اسلئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قاعدوں کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کھڑا تھا لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی امیدوں کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تھا مجھے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی نسبت زیادہ با اختلاف ثابت ہوا۔ کیونکہ عدالت کے امر میں وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشوں کی اوس نے کچھ بھی پروا نکی اور قومی اور مذہبی خیال نے بھی اس میز کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اوس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکھایا کہ اگر اس کے وجود کو قوم کا فخر اور احکام کی لئے نمونہ سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جبتک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹھے تب تک اس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہیں کر سکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہیں۔ کہ اس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تھا اس فرض کو اچھے طور پر ادا نہیں کر سکا اور اوسکی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیفوں کا نشان بنایا یہ فرق ہماری جماعت میں ہمیشہ تذکرہ کے لایق ہے۔ جب تک کہ دنیا قایم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکھوں کروڑوں افراد تک پہنچے گی ویسی ویسی تعریف کیساتھ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہیگا اور یہ اسکی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اسکو چنا۔ ایک حاکم کے لئے کسقدر یہ امتحان کا موقعہ ہے کہ دو فریق اسکے پاس آویں کہ اون میں سے ایک اوس کے مذہب کا مشتری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اس کے مذہب کا مخالف ہے اور اوس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اوس کے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑے استقلال سے برداشت کر لیا اور اوسکو ان کتابوں کے مقامات دکھائے گئے جن میں کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجھے گئے تھے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تھی مگر اس کے چہرہ پر کچھ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کانشنس کیوجہ سے حقیقت تک پہونچ گیا تھا اور چونکہ اوس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اسلئے خدا نے اسکی مدد کی اور اوس کے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اسپر واقعی حقیقت کھولی گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اسکو نظر آگئی اوس نے مجھے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کیطرح مخالفانہ گواہی کے لئے آیا تھا مجھے کرسی پر بیٹھا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکھنے کے لئے میری نسبت اوس کی آنکھ شوق رکھتی تھی آخر وہ ذلت اوس نے نہ دیکھا تب مساوات کو غنیمت سمجھ کر وہ بھی اوس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اوس پیلاطوس نے اوسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجھے اور تیرے باپ کو کبھی کرسی نہیں ملی ہمارے دفتر میں تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہیں اب یہ فرق بھی غور کے لایق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیوں سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہوں کو کرسی دے دی اور حضرت مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تھے کھڑا رکھا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیر خواہ تھا بلکہ مریدوں کی طرح تھا اور اوسکی بیوہ مسیح کی خاص مرید تھی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہاں تک حرکت صادر کرائی کہ ناحق بے گناہ مسیح کو یہودیوں کے حوالے کر دیا میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تھا۔ (باقی آیندہ)

نوٹ ٭ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگرچہ بہت فرقے تھے مگر جو حق پر سمجھے جاتے تھے وہ دو فرقے ہو گئے تھے۔

(۱) ایک وہ جو توریت کے پابند تھے اوسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تھے۔

(۲) دوسرا فرقہ اہل حدیث تھا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجھتے تھے یہ اہل حدیث اسرائیلی بلاد میں بہت پھیل گئے تھے اور ایسی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تھے جو اکثر توریت کی معارض اور نقیض تھی اور اون کی یہ حجت تھی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مجازات کے مسائل توریت سے ملتے نہیں ہیں اپنی حدیثوں کی رو سے اطلاع ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمود تھا اور اس میں ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثیں تھیں یہ حدیثیں مدت تک زبانی رہیں اور مدت کے بعد قلمبند ہوئیں اس لئے اون میں کچھ موضوعات کا حصہ بھی مل گیا تھا اور بباعث اسکے کہ اوسوقت یہودیوں کے کثیر فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک فرقہ اپنی اپنی حدیثیں جدا جدا رکھتا تھا۔ اور محدثین نے توریت کی طرف توجہ چھوڑ دی تھی اکثر حدیثوں پر عمل تھا اور توریت گویا متروک اور مہجور کی طرح تھی اگر حدیث کے مطابق آئی تو اوسکو مانا ورنہ اوسکو رد کیا۔ پس اس زمانہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اون کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث ہی تھے جو توریت سے زیادہ حدیثوں کی عزت کرتے تھے اور نبیوں کے نوشتوں میں پہلے خبر دی گئی تھی کہ جب

شریعتِ اسلام و قانونِ وضعیہ

جن لوگوں کو ذرا بھی تاریخ عالم اور واقعات دنیا پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ اقبال دادبار اور ترقی و تنزل درحقیقت ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے جسکو سکون و قرار نہ کبھی ہوگا۔ وہی قومیں جو آج بڑی ٹھوکریں کھا رہی ہیں اور نحوست وادبار کی گھٹائیں تقضائے مبرم بنکر انکے سر پر منڈلاتی پھرتی ہیں کل سراوج واقبال تھیں اور سعادت سر وقت اونکا غاشیہ تھامے ہوئے نظر آتی تھی اور جو کل بالکل بے نام ونشان تھے اور کسی شمار وقطار میں نہ آتے تھے ذلت وخواری میں پڑے دن کاٹ رہے تھے وہی آج نامی ونام آور بنکر کوس "انا ولا غیری" بجا رہے ہیں۔ اور اپنے مقابلہ میں کسیکو کچھ نہیں سمجھتے۔ اب زمانہ بھی جو کبھی اُن سے برسر پرخاش تھا اونہی کا حامی وناصر بن رہا ہے اور اقبال بھی اونہی سے قول ہار چکا ہے۔ دنیا میں اب اگر کوئی بات بھی ہے تو انہی کی بات۔ باقی سب خرافات۔ اور عقل ہے تو انہی کی عقل اور سب نقل۔ اور نقل بھی نقل بےعقل۔ اب سے پہلے جب مسلمانوں کا دور دورہ تھا اور انکی اقبال مندی کا ستارہ چمکتا تھا تو دنیا میں مشرق سے مغرب تک انہیں کے عقل وتمدن کی روشنی تھی۔ اور اون کی بات بات انتخاب بلکہ لاجواب مانی جاتی تھی اون کی بے راہ روی بھی اوروں کے لیئے رہنمائی کا حکم رکھتی تھی اور اب وہی مسلمان ہیں کہ انکی اچھائی بھی برائی ہے اور اونکی نیکی بھی بدی انکی جو بات ہے قابل گرفت ہے اور جو کام ہے سرتاپا عیب ہے۔ حتی کہ وہی خوبیاں جنکا زمانہ گرویدہ رہ چکا ہے۔ اب عام نگاہوں سے گرکر ہیچ پوچ ہوگئی ہیں اور جنکو مسلمانوں کی شاگردی پر ناز تھا وہی آج اون پر قہقہے لگاتے نظر آتے ہیں اور وہی قومیں جو کبھی سلسلہ جہالت میں جکڑی ہوئی تھیں اور ذلت وخواری کا بوجھ اونکی گردنیں توڑے ڈالتا تھا۔ اپنا قدیم چولا بدلکر عزت واقبال کا لباس پہنے ہوئے اتراتی پھرتی ہیں اب انہی کے علم وتمدن کا دور دورہ ہے اور انہی کی صنعت اور حرفت کی گرم بازاری چار دانگ عالم میں انہی کی آواز گونجتی سنائی دیتی ہے۔ علم وعمل پر انکا مالکانہ قبضہ ہے غرض کہ دنیا بھر کی خوبیاں اب انہی کی ذات میں جمع ہوگئی ہیں اور کوئی انکی نگاہوں میں نہیں جچتا۔ انکے نزدیک دنیا سب کی سب جاہل اور غیر متمدن ہے ان کے سوا تمدن وترقی کے اصل راز کو کسی نے سمجھا ہی نہیں مسلمانوں کی نسبت ان قوموں کا دعوےٰ ہے کہ مسلمان اوسی تاریک زمانہ میں ترقی کر چکے۔ اب ہمارے جدید تمدن کے زمانہ میں ان کا پنپنا محال ہے۔ کیونکہ اسلامی قانون انکو ترقی کے میدان میں قدم بڑھانے سے روکتا ہے اور وہ اُس قانون کی پابندی سے دست کش ہوتے نہیں۔ اس لیئے ترقی سے بھی ہمیشہ محروم رہیں گے۔ کیونکہ ترقی کا دارمدار تو آج کل جدید تمدن پر اور آئین اسلام اوس سے بالکل متغیر ہیں۔ مجبوراً یہی رائے قایم کرنی پڑتی ہے کہ مسلمان مسلمان رہکر دنیاوی ترقی نہیں کر سکتے۔

یورپ کی غیر جنس اور غیر مذہب قومیں اگر مسلمانوں کی نسبت ایسی رائے لگائیں تو ایک حد تک مجبور ہیں تعصب اور غیریت آدمی کو پورا غور وخوض نہیں کرنے دیتے۔ اسکے علاوہ اقبال مندی نے ان کے دماغ اور بھی عرش معلّےٰ پر پہونچا رکھے ہیں۔ لیکن بڑا تعجب تو یہ ہے کہ یورپ کی تہذیب کا ہلکا اور پھیکا سا رنگ بھی جن مسلمانوں کو چھو گیا ہے وہ بھی یورپ کے ہم آہنگ ہوکر یہی پکارتے سنائی دیتے ہیں کہ اس زمانہ میں انسان تمدن اور ترقی کے اوس بلند تر درجہ پر پہونچ گیا ہے جو اسلامی قانون کی پست عمارت سے کہیں بالاتر ہے اسلیئے اگر مسلمان ترقی کر سکتے ہیں تو یورپ کے تمدنی قانون کی پابندی سے کر سکتے ہیں ان نوجوانوں کا گویا یہ خیال ہے کہ اسلامی شریعت میں یورپ کے وضعیہ قانون کے اصول ومبادی موجود نہیں۔ نہیں یہ سب مخترعات جدید اور علماء یورپ کے مغز سے اتاری ہوئی باتیں ہیں۔ جن تک علماء اسلام کی نظر بھی نہیں پہونچی ہے۔ لیکن جس شخص کو اسلامی فقہ سے ذرا بھی واقفیت ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس قسم کی بے سروپا باتیں مذہبی وعلمی بےخبری کا نتیجہ ہیں۔ ورنہ تمدنی واجتماعی ضروریات کا وہ کونسا مرحلہ ہے جو ہمارے اسلاف طے نہیں کر چکے۔ تمدن کی ہر شاخ کے اصول ومبادی انہوں نے تحقیق کیئے اور انہی پر کاربند ہوکر اپنی ترقی سے دنیا کو حیرت میں ڈالدیا تھا۔ باوجودیکہ اس زمانہ کو ہزارہا سال گذر گئے۔ مگر اب بھی زمانہ کا قدم اس حد سے کچھ آگے نہیں نکل سکا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ وہ باتیں جو تمدن وترقی کا ذریعہ تھیں۔ ہم اپنی نالائقی سے کھو کر پیچھے ہٹ آئے ہیں۔ اور یورپ انہی پر کاربند ہوکر اس معراج کمال کو پہونچ گیا ہے۔ یہ خود ہماری کوتہ نظری ہے کہ ہم قانون اسلام کو بدنام کرتے اور اپنا قصور اسکے سر تھوپتے ہیں۔ اگر ہم قانون اسلام پر متجسسانہ نظر ڈالیں اور گڑے ہوئے خزانوں کو اپنی بوسیدہ کتابوں سے نکالکر دیکھنے کی تکلیف گوارا کریں تو ہمکو ابھی یقین ہو سکتا ہے کہ اسلام میں ترقی وتمدن کے مبادی واصول سب کچھ باکمل وجوہ موجود ہیں۔ مگر اتنی تکلیف کون اٹھائے؟ اور کون اتنی زحمت اپنے سر لے؟ اس زمانہ میں ہماری بےخبری اور کوتہ نظری کی ایک بہت بڑی وجہ یہ پیدا ہوگئی ہے کہ ہماری معلومات کا مبنیٰ صرف متاخرین کی تالیف وتصنیف ٹھہر گئی ہیں۔ اور انکا طرز بیان اسقدر ژولیدہ پر از تعقید اور لفظی بحثوں سے مملوّ ہے کہ پڑھنے والے کی طبیعت اُنہیں دیکھتے دیکھتے اکتا جاتی ہے۔ اور مطلب کی بات بہت ہی کم نکلتی ہے اور کوہ کندن وکاہ برآوردن کی مثل صادق آتی ہے۔ اور اس زمانہ کی عام طبیعتوں کا میلان اسطرف ہے کہ جو بیان ہو صاف وصریح ہو۔ مطالب مربوط وپیوستہ ہوں۔ عبارت پیش نظر آتے ہی مطلب ذہن میں اتر آئے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ فقہ اور قانون اسلام کی باریکیوں کو سمجھنا چاہتے ہیں مگر متاخرین کی بتائی ہوئی بھول بھلیاں کے چکر میں آجاتے ہیں اور منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکتے توہمات میں پڑ جاتے ہیں اگرچہ مسلمان زمانہ تنزل کی ابتداء سے ہی اس بلا میں گرفتار ہو چکے تھے لیکن پھر بھی قانون اسلام کے برخلاف زبان کھولنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی اب چونکہ طبیعتوں میں آزادروی کا جوش بہت بڑھ گیا ہے اور بدون استقراء تمام رائے قایم کرلینا ایک معمولی سی بات ہوگئی ہے اسلیئے کچھ بےباک ہوکر اور کچھ شرماتے ہوئے دبی زبان سے کہہ گذرتے ہیں کہ قانون اسلام ناقص ہے۔ تمدن کی جزئیات تو کیا کلیات بھی بالاستیعاب اسمیں موجود نہیں۔ اب چونکہ زمانہ اسلامی قانون کی توجہ سے ۱۳سو برس آگے نکل گیا ہے اس لیئے اس میں بھی کچھ تغیر وتبدل ہونا چاہیئے۔ غرضیکہ قانون اسلام کے خلاف جو رائیں قایم ہوتی ہیں وہ اکثر لاعلمی کیوجہ قایم ہوتی ہیں۔ اگر طالبان حق متاخرین کی کتابوں کی جگہ متقدمین کی تصانیف کو ذریعہ تحقیق بنائیں تو یقین ہے کہ اون کے دلوں میں کبھی اسلام کے برخلاف کوئی خطرہ نہ گذرنے پائے۔ اور سمجھ جائیں کہ تمدن وترقی کے تمام اصول ومبادی شرائع اسلام میں موجود ہیں اور جنکے ذریعہ سے گذشتہ زمانہ میں مسلمان ترقی کر چکے ہیں اب بھی اونہی کی پابندی سے عروج واقبال اور کامل تمدن حاصل کر سکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ جاننے والی کے لیئے اسلامی قانون میں تمام اصول ومبادی کامل ترین تمدن کے موجود ہیں۔

اسوقت متقدمین سے امام ابو یوسف کی ایک چھوٹی سی کتاب الخراج جو ہارون رشید کے ایماء سے لکھی گئی تھی ہمارے پیش نظر ہے۔ متقدمین کی ضخیم کتابوں کے مقابلہ میں کتاب الخراج ایک چھوٹا سا رسالہ ہے لیکن اگر اسکے اہم مقاصد اور مفید مطالب پیش نظر رکھکر متاخرین کی ضخیم تر کتابوں سے اسکا موازنہ کریں تو بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ "ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر"۔ اس کتاب میں فقہی وغیر فقہی مسائل جو یورپ کے جدید قانون سے بالکل منطبق یا جزی وفروعی تفاوت کے ساتھ متحد المبادی ہیں بکثرت بھرے پڑے ہیں۔ اونمیں سے چند مسائل ہم اپنے اس مضمون میں درج کریں گے۔ تاکہ یورپ کے آئین وقوانین کے والہ وشیفتہ سمجھ سکیں کہ اسلاف اسلام کو جسقدر وہ قاصر النظر سمجھتے ہیں وہ ہرگز ایسے نہ تھے بلکہ ضروریات تمدن میں سے اُنہوں نے کوئی مہتم بالشان امر نہیں چھوڑا ہے اور فقہ کے مسائل موجودہ زمانہ اور جدید طرز تمدن کے ہرگز مخالف نہیں ہیں۔ اور کوتہ نظروں کا یہ دعوےٰ بالکل بے دلیل ہے کہ مسلمانوں کو انکی دیرینہ شریعت اور بدویانہ فقہ موجودہ ترقی وتمدن سے روکتی ہے۔

ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ مسلمان سمجھ لیں کہ فقہ اسلام اور قانون یورپ باہم بہت کچھ متحد اور بہت کچھ متشابہ ہے اور جو اختلاف یا جدت ہے وہ بہت ہی کم اور جزئیات میں ہے۔ بلکہ اگر ہم یہ بھی دعوےٰ کریں تو کچھ بیجا نہ ہوگا کہ یورپ کو قانون تمدن کے اصول ومبادی مسلمانوں اور انکی شریعت ہی سے ملے ہیں اسی سے وہ متحد النوع نظر آتے ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ اسلامی فقہ میں جو باتیں بالکل نہیں ہیں اور قانون جدید میں بمقتضائے زمانہ پیدا ہوگئی ہیں اور دین ومذہب پر بھی انکا کچھ اثر نہیں پڑتا ہے مسلمان انکو نہ لیں "خذ ما صفا ودع ما کدر" پر وہ بےشک عمل کریں۔ لیکن اپنے ہی گھر میں ایک چیز موجود ہو تو وہی غیروں سے قرض لے کر ناحق زیربار احسان نہ بننا چاہیئے۔ دولتمند ہوکر اپنے آپ کو فقیر صورت بنانا اور فقیروں کی طرح ہاتھ پھیلانا شیوۂ دانشمندی نہیں ہے۔ اگر سلاطین اسلام بھی اسی اصول پر کاربند ہوکر قومی وملکی ترقی وتمدن کے آئین وقوانین مقتضائے وقت کو مد نظر رکھکر شریعت ہی سے نکالیں یا بضرورت استنباط کریں تو یقین ہے کہ مسلمانوں کی حالت بہت جلد اصلاح پذیر ہو جائے۔ اور انکی پابندی سے انکو فلاح دارین حاصل ہو سکے۔ اب ہم کتاب الخراج سے چند مسائل یہاں نقل کرتے ہیں۔ جو انگریزی قانون سے اصلاً وفرعاً بالکل متحد ہیں۔

۱- یورپ کے قانون میں ایک دفعہ ہے کہ جج کے سامنے اگر کوئی واقعہ ہو۔ اور پھر اسکے متعلق اسکی پیشی میں مقدمہ آئے۔ تو مقدمہ کا فیصلہ اپنی رویت کو استدلال گردانکر نہیں کر سکتا جب تک کہ مدعی اپنے دعوے کو بہ شہادت داخل یا بہ ثبوت تک نہ پہونچا دے۔

کتاب الخراج میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگر حاکم بچشم خود دیکھے کہ ایک شخص نے چوری کی یا شراب پی یا مرتکب زنا ہوا وغیرہ وغیرہ تو ایسی حالت میں اُسے کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ محض اپنے مشاہدہ کی بنا پر مرتکب جرم پر حد جرم جاری کرے۔

۲- حال کے قانون میں جرم کا اقبال کرلینے کے لیئے

...پ و تعذیب سے منع کیا گیا ہے - اور حاکم اگر ایسا کرے تو وہ خود مستوجب پاداش ٹھیرایا گیا ہے۔

امام صاحبؒ لکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص پر ارتکاب جرم کا گمان نہ ہو تو مار کر اوس سے اقرار نہ کرانا چاہئے اور نہ وعدہ وعید اور تہدید و ترغیب کو ذریعہ اقرار بنانا چاہئے - اگر ایسا کرنے پر کوئی شخص مظنون جرم کا اقرار کرلے تو خبر عًا وہ حد و تعزیر کا مستوجب نہوگا - کئی واقع بھی امام صاحب نے اسکی سند مین پیش کئے ہین - وہ لکھتے ہین کہ شام مین ایک شخص چوری کی علت مین قاضی کے سامنے پیش کیا گیا - دریافت کرنے پر اس نے چوری سے انکار کیا - مگر جب اسپر تشدد کیا گیا اور ایذا دیگئی تو اس نے ارتکاب جرم کا اقبال کرلیا - اس معاملہ مین عبد اللہ ابن عمر سے فتوےٰ لیا گیا کہ حد جاری کی جائے یا نہین ؟ آپ نے بوجہ متذکرہ بالا اجرائے حد سے منع فرمایا۔

امام صاحب ایک جگہ لکھتے ہین کہ محض تہمت پر کسی کو قید نہ کرنا چاہئے - جبتک کہ متہم اپنے دعوے کو ثابت نہ کرے اگر وہ فوراً ثابت کردے تو خیر - ورنہ متہم علیہ کو ضمانت لیکر چھوڑ دینا چاہئے یہانتک کہ متہم تہمت کو ثابت کردے - اگر وہ ثابت نہ کرسکے تو متہم علیہ سے کچھ تعرض نہ کیا جاویگا۔

امام صاحبؒ لکھتے ہین کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) مقدمات حد مین کمال درجہ احتیاط فرماتے تھے - یہانتک کہ جب چور پیش کیا جاتا تو چور سے کہتے کہ تمکو ارتکاب سے انکار کرنا چاہئے تاکہ تمہارا مدعی اپنے دعوے کا مکمل ثبوت دے تب حد جاری ہو۔ خود جناب ختمیت مآبؐ (روحی فداہ) کے روبرو ایک چور پیش کیا گیا اور لوگون نے کہا کہ اس نے شملہ چرایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مین تو اسے چور نہین جانتا اور تمہارے کہنے سے بھی اسوقت تک تسلیم نہین کرسکتا جبتک کہ تم اسکا کافی ثبوت نہ دیدو - حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو یہانتک اسبارہ مین احتیاط فرماتے تھے کہ محض احتمال پر شاہدون کو دھمکا دیتے کہ خبردار جھوٹ نہ بولنا اور اکثر ایسا ہوا کہ آپکے دھمکانے کے بعد گواہ چلدیتے اور شہادت کا نام تک نہ لیتے - اور معلوم ہوجاتا کہ سمجھائے بجھائے جعلی گواہ تھے۔

سوچنا چاہئے کہ اسلامی قانون مین کسقدر سلامت روی اور احتیاط کا حکم ہے - مگر آج مسلمان ان باتون کو بالکل بھول بسر گئے یہانتک کہ اسی حکم کو قانون یورپ مین دیکھکر اسکی جدت کا یقین رکھتے ہین۔

مذکورہ بالا مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مین ضمانت اور متہم علیہ سے عدم تعرض دونون کے اصول موجود ہین - جدید قانون بھی یہی کہتا ہے کہ ایسے جرائم مین ضمانت کا لینا درست ہے - اور متہم علیہ کا اقبال قابل اعتبار نہین ہے - یہانتک کہ اگر مدعی علیہ اقبال کرنا چاہے تو جج کا فرض ہے کہ اسے اعتراف کے خطرہ سے آگاہ کردے۔

قانون تعزیرات مین ہے کہ اگر ایک شخص متعدد جرائم کا مرتکب ہو قبل اسکے کہ ایک جرم کی سزا محکمہ مجاز سے اسکے لئے تجویز نہ ہو تمام جرائم کی سزا اکی بیس سال کی قید باشقت سے زیادہ نہونی چاہئے - اور ایسی صورت پیش آنے پر کسی ایک جرم مین بھی ۷ سال قید باشقت سے زیادہ سزا نہین دیجاسکتی - یہ دفعہ مصر مین حال ہی مین پہونچی ہے اور لوگ اسکو جدید خیال کرتے ہین - لیکن مسلمانون مین یہ پہلے سے موجود ہے - چنانچہ امام صاحب اسی کتاب مین ایک جگہ لکھتے ہین کہ اگر کوئی کسیکے مان باپ کو زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونون مسلمان ہون اور تہمت کیصورت یہ پیش آجائے کہ پہلے مان باپ مین سے کسی ایک کو متہم کیا اور ابھی اسکی سزا کا اجرا نہ ہوا تھا کہ دوسرے کو بھی متہم کردیا تو حد ایک ہی جاری ہوگی - نہ دونون گویا عدم تعدد عقوبات کا مبدا دونون جگہہ موجود ہے۔

۳ - تمام جدید قانون مین مانا گیا ہے کہ جرم کے شروع کرنیکی سزا بہ نسبت اسکو کم ہونی چاہئے کہ جرم کو مجرم پورے طور پر کرچکے - یعنی اقدام و ارتکاب مین تمیز رکھی گئی ہے - اور شرح کے طور پر لکھا گیا ہے کہ چوری اوسوقت تک پوری نہین ہوتی جبتک کہ چور مال مسروقہ کو مکان یا اسکی اصلی جگہ سے الگ نہ کردے۔ کتاب الخراج مین بھی بعینہ یہی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اگر کوئی نقب لگائے اور مکان سے مال باہر نکالنے سے پہلے پہلے گرفتار کرلیا جائے تو اس کے ہاتھ کاٹنے نہ چاہئین بلکہ ادب اور جسمانی سزا دیجائے یا قید کیا جائے - قاضی شعبی کا بھی یہی فتوےٰ ہے۔

شریعت مین شخصی حریت کی بھی کافی حفاظت ہے - چنانچہ فقہ کا مشہور مسئلہ ہے کہ اگر آزاد کو کوئی بیچے تو بیع باطل ہوگی - اور بائع قابل تعزیر ہوگا۔

۴ - مصر مین گم شدہ اشیاء اور حیوانات کے متعلق اب قانون جاری ہوا ہے - باین مضمون کہ اگر کوئی گم شدہ چیز پائی جائے اور پانیوالا مالک کو نہ پہونچا سکے تو حوالہ پولیس کردے - مالک ایک برس تک وہ چیز لے سکتا ہے اور جانور ہو تو دس دن تک - اگر اس اثناء مین مالک طلبگار نہ ہوا تو اسے نیلام کردیا جائیگا - اور اگر کوئی چیز ایک سال تک رکھی رہنے سے بگڑ جانے والی ہے تو حاکم مجاز کی رائے سے جلد نیلام کردیجائیگی - اور اسکی قیمت بعد ادائے مصارف ضروریہ تین سال تک مالک لے سکتا ہے - بعد انقضائے مدت مقررہ قیمت مذکور بعد وضع مصارف خزانہ مین داخل کردی جائے گی۔

قاضی صاحب نے بھی کتاب الخراج مین یہی مسئلہ بڑی تدقیق کے ساتھ لکھا ہے - فرق اتنا ہے کہ قانون جدید مین یہ دفعہ گم شدہ اشیاء اور حیوانات سے مخصوص ہے اور امام صاحب نے فراری غلام اور کنیز سے متعلق کرکے لکھا ہے - اور ظاہر ہے کہ اسلامی شریعت مین جو احکام فراری غلام و کنیز پر جاری ہونگے وہی گم شدہ اشیاء و حیوانات پر بھی بوجہ مماثلت ہوسکتے ہین - امام صاحب لکھتے ہین :-

امام کو چاہئے کسی ثقہ متدین شخص کے یہ کام سپرد کرے کہ وہ ایسے غلامون اور کنیزون کے نام ایک رجسٹر مین بقید سکونت - قومیت - حلیہ تاریخ فرار و گرفتاری وغیرہ لکھکر قید کردے - اگر چھ مہینے تک کوئی اسکا مالک و متلاشی نہ آئے تو قید سے نکالکر بطریق بیع مزید (نیلام) فروخت کردے - اور اسکی قیمت مع ایک یادداشت کے کہ فلان فراری غلام یا کنیز کی قیمت ہے بیت المال مین بھیجدے - اگر چھ مہینے کے اندر اندر ہی مالک آجائے تو رجسٹر مین جسقدر خانے ہین انکے مطابق اس سے سوال کرے اور اسکے جوابونکو اپنی تحریر سے مطابق کرتا جائے - اگر اسکا بیان من وعن وہی ہو تو غلام یا کنیز اسکے حوالے کردے - اور اگر غلام کے فروخت ہونیکے بعد مالک آئے اور اسکا بیان بھی رجسٹر کی تحریر سے منطبق ہوجائے تو اسکی قیمت اسکے حوالہ کردے ذمہ دار کو یہ بھی ضروری ہے کہ بروقت فروخت غلام یا کنیز کی قیمت بھی اپنے رجسٹر مین درج کرے تاکہ حوالگی قیمت کے وقت زحمت و دقت نہ ہو - اور اگر فروخت کے بعد بھی ایک مدت تک مالک نہ آئے اور طلبگار نہو تو قیمت کا مال بیت المال کا جزو ہوجائیگا - اور امام وقت حسب مقتضائے مسلمانون کے صلاح و فلاح کے کامون مین اسے صرف کرنیکا مجاز ہوگا۔

۵ - اکثر لوگون کا خیال ہے کہ جب سے انجمن حامی حیوانات قایم ہوئی ہے اسیوقت سے حیوانات پر رحم کرنا اور بیرحمی کرنیوالون کو سزا دینا داخل قانون ہوا ہے ورنہ پہلے اسبات کا نام ونشان بھی نہ تھا لیکن درحقیقت ابھی اس انجمن کا سامان گمان بھی نہ تھا کہ اسلام مین یہ رحم و شفقت کا قانون جاری ہوچکا تھا - چنانچہ اسی رسالہ مین امام ابو یوسفؒ ہارون رشید کو لکھتے ہین کہ آپکو عمر بن عبد العزیز کی پیروی کرنی چاہئے - جس نے اپنے زمانہ خلافت مین حکم دیا تھا کہ ارین لوہے کی کیل نہ لگائی جائے اور نہ گھوڑون کو بھاری لگام چڑھائی جائے - کیونکہ ان سے بے زبان حیوانون کو تکلیف و ایذا پہونچتی ہے۔

اسوقت ہم انہی مثالون پر اکتفا کرتے ہین مشتے نمونہ از خروارے کافی ہے۔

اگر جنایات سے قطع نظر کرکے کلکٹری یا پولٹیکل اکانومی کیطرف توجہ کرتے ہین تو بعد از تحقیق ثابت ہوتا ہے کہ متقدمین اسکے بھی اکثر مبادی کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کرچکے ہین - مثال کے طور پر ہم چند باتین یہان درج کرتے ہین۔

۱ - پولیٹیکل اکانومی کے ماہر کہتے ہین کہ سلطنت کو مختصات تجارت اور عام امور اجتماعیہ مین خود کچھ دخل نہ دینا چاہئے بلکہ مقتضائے طبیعت کے موافق ان کامون کو چلنے دینا چاہئے - امام ابو یوسفؒ اس معاملہ مین بھی ان لوگون سے ہزار برس پہلے گویا گوئے سبقت لے جاچکے ہین - انکا بھی بعینہ یہی مسلک ہے - اور اپنے مسلک کے ثبوت مین سفیان بن عیینہ سے بواسطۂ ابو حسن حدیث بیان کی ہے کہ ایکدفعہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین قحط پڑا لوگون نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ! آپ نرخ مقرر نہین فرماتے ؟ آپنے فرمایا ان اللہ ہو المسعر ان اللہ ہو القابض ان اللہ ہو الباسط وانی واللہ ما اعطیکم شیئا ولا امنعکموہ و لکن انما انا خازن اضع ھذا الامر حیث امرت وانی لارجو ان القی اللہ ولیس احد یطلبنی بمظلمۃ ظلمتہا ایاہ فی نفس ولا دم ولا مال۔

۲ - اسی طرح امام صاحب نے مرغزار اور بن وغیرہ کو جنکی حاجت ہر کسی کو ہوتی ہے مشترک الحق مانا ہے - چنانچہ لکھتے ہین - کہ اگر کسی گانون کے متعلق کوئی مرغزار ہے جہان گانون والے عام طور پر اپنے مویشی چرانے اور لکڑیان جلانیکے لئے لاتے ہین تو انکے مالک اسپر ملکیت کے پورے حقوق رکھتے ہین - اگر وہ چاہین کہ بیچین تو بیچ سکتے ہین - لیکن کسی حالت مین بھی جانورون کے چرانے اور پانی پلانیکو نہین روک سکتے - گانون والے بے تامل وہان اپنے جانور چرا سکتے اور پانی پلا سکتے ہین - ہان اگر اس زمین کے پانی مین سے کوئی اپنی زراعت کو سیراب کرنا چاہے تو مالک کی اجازت ضرور لیگا ہے - مرغزار کی گھاس اور پانی مین مرغزار کے مالک اور غیر مالک دونون برابر ہین - لیکن بن مین سے لکڑیان بغیر اجازت مالک لانا جائز نہین اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسپر تاوان عائد ہوگا - ہان اگر کوئی شکاری اسمین سے کوئی مچھلی یا طائر شکار کرے تو وہ اسی کا ہے بن کے مالک کا اسمین کوئی حق نہین لیکن اگر مچھلی اسمین مرگئی ہو اور بغیر شکار اسکا ہاتھ آنا محال ہو تو وہ جبتک شکار نہ کی جائے یا نہ کیگئی ہو اٹھانے والے کیلئے روا نہین - اور نہ وہ اسے بیچ سکتا ہے - اور اس بن کا مالک اپنے

بن کے تالاب کی مچھلیاں فروخت کر سکتا ہے بحالیکہ وہ تالاب ہی میں ہوں - اس صورت میں غیر شخص ہاتھ ڈالنے کا مجاز نہ ہوگا -

ان تمام موشگافیوں کو دیکھنا چاہیئے کہ قانون کی کیسی صحیح مبادی پر مبنی ہیں - اور انکی تدوین میں کس دقت نگاہ سے کام لیا گیا ہے - امام صاحب نے جنگل وچراگاہ کی تمام گھاس کو کہدو اگر جمع کرنیسے روکا ہے اسلئے کہ اس سے عام لوگوں کو تکلیف پہونچنے کا یقین ہے - آجکل کے مقننوں کی بھی یہی رائے ہے -

۳ - امام صاحبؒ نے مال پر ٹیکس لگانے کے لئے بڑی مذمت کی اور لکھا ہے کہ مال پر ٹیکس لگانا مالداروں کو ناحق ستانا ہے - یورپ میں مدت سے اس کا رواج ہے - اور دولت علیہ عثمانیہ نے بھی اس خصوص میں اسکی تقلید کی ہے لیکن دونوں جگہ جو اس کے بُرے نتائج نکلے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں - یہانتک کہ اب یورپ کے بڑے بڑے مدبروں کی رائے ہے کہ یہ ٹیکس ہرگز روا نہیں آپ نے ہارون رشید کو ٹھیکہ دینے سے بھی منع کیا ہے - بایں دلیل کہ اگر ٹھیکہ کی رقم خراج سے زیادہ ہے تو خراجگذار رعیت پر ظلم ہوگا - اور ٹھیکہدار اپنی رقم وصول کر کے رہیگا - اور اگر ٹھیکہ کی رقم زیادہ نہ ہو تب بھی احتمال ہے کہ ٹھیکہدار بدنیتی سے رعایا کو ستائے اور ناواجب حد تک اُن سے روپیہ وصول کرے - اور یہ شرعاً ممنوع ہے - اللہ تعالےٰ ظلم وبربادی کو پسند نہیں کرتا اسلئے زمین یا اور کسی چیز کا ٹھیکہ نہ دو -

امام صاحبؒ نے ہارون رشید کو یہ بھی نصیحت کی تھی کہ تمام قلمرو میں عاملوں کے کاموں اور انکی عادتوں کی دیکھہ بھال کے لئے آدمی مقرر کرنے چاہئیں - چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ میری رائے میں آپ ثقہ - دیندار اور قابل اعتبار آدمی اطراف ملک میں بھیجیں تاکہ وہ آپ کے عاملوں - کے پوست کندہ حالات دریافت کریں اور دیکھیں کہ رعایا کے ساتھہ کیسا برتاؤ کرتے ہیں - اور وصول خراج میں ظلم وزیادتی سے تو کام نہیں لیتے ؟ تاکہ جب آپکو ان معتبر لوگوں کے ذریعہ سے عمال کا حال اور انکی زیادتیاں معلوم ہو جائیں تو آپ انسداد کر سکیں - میرے نزدیک ایسے عاملوں کو ایسی سزا دیجائے کہ جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو اور انہیں ایسا کرنے کی پھر کبھی جرأت ہی نہ ہو اور حق واجب سے زیادہ وصول نہ کریں - اگر ایک عامل کے ساتھہ بھی رعایت کیگئی تو اور بھی سمجھہ لینگے کہ جو ایک کے لئے جائز سمجھا گیا ہے وہی ہمارے لئے بھی جائز ہے اور ہم سے بھی کچھہ بازپرس نہ ہوگی - برخلاف اسکے اگر ایک کو بھی سزا ملے کافی ملگئی تو دوسرے بھی ڈر جائینگے - اور سمجھیں گے کہ اگر ہم نے ظلم وزیادتی کی تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا اور جب کسی عامل کی بدنیتی اور زیادتی ثابت ہو جائے تو بعد سزا اُسے پھر کسی عمل پر ہرگز مقرر نہ کرنا چاہیئے -

۴ - چونگی کے متعلق بھی اسی کتاب میں امام صاحبؒ لکھتے ہیں کہ اس کام پر خداترس اور ایماندار و نیک کردار لوگوں کو مقرر کرنا تاکہ جو چونگی اور عشر میں میں زیادتی نہ کریں اور مقرر کرنے کے بعد انکے حال سے غافل نہ ہونا چاہیئے - انکے اعمال وافعال کی بھی پوری خبر رکھیئے اور انکے کام کاج کی پڑتال کیلئے اور معتبر تر آدمی متعین کیجئے تاکہ اگر وہ جادۂ اعتدال سے قدم باہر رکھیں تو آپ کو فوراً اطلاع ہو جائے اور سزا دیسکیں - ایسے لوگوں کو کافی سزا دیجیئے تاکہ ان کے ہمسروں کو زیادتی اور خیانت کا حوصلہ نہ ہو - اور جو لوگ امانت ودیانت سے کام کریں اُن کا ترقی اور احسان واکرام سے حوصلہ بڑہانا چاہیئے -

۵ - امام صاحبؒ نے اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ چنگی کے معاملہ میں غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کے ساتھہ کیا اور کیسا سلوک کرنا چاہیئے ؟ اس بارہ میں بھی آپ نے وہی اصول اختیار کیا ہے جو اس زمانہ میں تجارتی معاہدوں کا اصول ہے - یعنی مساوات کا حکم دیا - اور سنداً لکھا ہے کہ ایک دفعہ ابو موسیٰ اشعری نے خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ جب ہمارے مسلمان تاجر دارالحرب میں بغرض تجارت جاتے ہیں تو دارالحرب والے اُن سے عشر لیتے ہیں - ہمیں کیا کرنا چاہیئے ؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ جیسا کہ وہ مسلمان تاجروں سے کرتے ہیں وہی تم بھی کرو اور ان سے عشر لیا کرو -

قانونِ جنگ کو دیکھو تو وہ بھی ہماری کتابوں میں انہی اصول وقواعد کے ساتھہ موجود ہے جو اس زمانہ میں دُوَلِ عالم کا متفق علیہ ہیں - چنانچہ امام صاحبؒ اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ لڑائی میں سنگدلی اور غدر سے پرہیز کرنا چاہیئے - سنداً لکھتے ہیں کہ جب رسولخدا امراء کو غزا کے لئے بھیجتے تو نصیحت فرماتے کہ اللہ سے ڈرو - مسلمانوں کے ساتھہ اچھا سلوک کرو - اللہ کا نام لیکر غزا کرو - اور کافروں پر تلوار اٹھاؤ - سنگدل نہ بنو اور بیوفائی نکرو - بچوں اور عورتوں کو قتل نکرو لیثؒ نے مجاہد سے حدیث بیان کی ہے کہ جناب ختمیت مآبؐ (روحی فداہ) نے فرمایا ہے

لا تقتل فی الحرب الصبی ولا المرأۃ ولا الشیخ الفانی -

اسکے بعد امام صاحب لکھتے ہیں کہ دشمن کے شہر میں آگ لگانا اور بغیر ضرورت پھلدار درخت اور نخل کو کاٹنا نہایت بُرا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیئے - جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ باتیں دول عالم کے جدید تر پاس شدہ قانون کے موافق ہیں - انمیں آسمیں سرِ مو تفاوت نہیں -

۶ - امام صاحب اسی کتاب میں قواعد جنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جنگ صفین کے دن جناب علی کرم اللہ وجہہ کے پاس فریق ثانی میں سے جو شخص قید ہوکر آتا تھا آپ اُس سے گھوڑا اور سلاح اور یہ عہد لے لیتے تھے کہ جنگ میں واپس نہ آئیگا - اور چھوڑ دیتے تھے - (جیسا کہ جاپانیوں نے پورٹ آرتھر کے قیدیوں کے ساتھہ کیا) آپ کو قیدیوں کا قتل کرنا نہایت مکروہ معلوم ہوتا تھا - چنانچہ میدان بصرہ میں جسدن لڑائی ہوئی آپ نے پکار کر کہدیا کہ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرو - اور نہ زخمی کے پیچھے پڑو اور نہ قیدیوں کو قتل کرو - اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھہ رہے اُسے امان ہے اور جو ہتھیار ڈالدے وہ بھی ہماری طرف سے امن میں ہے اور ایسے لوگوں کے مال ومتاع پر بھی ہمارے ساتھی ہاتھہ نہ ڈالیں -

۷ - آجکل اخبارات لکھتے ہیں کہ عورتیں زخموں کے علاج معالجہ کے لئے میدان جنگ میں جاتی ہیں اور مسلمان ہیں کہ اس امر کو نہایت ہی عجیب وغریب سمجھتے ہیں حالانکہ ابتداء اسلام کے زمانہ میں مسلمان عورتیں بکثرت اسی غرض سے میدان جنگ میں شریک ہوتی تھیں اور مریضوں اور زخمیوں کی مرہم پٹی اور دوا درمن کرتی تھیں - اور انکو غنیمت میں سے حصہ دیا جاتا تھا اب خیال کرنا چاہیئے کہ اوس زمانہ کی مسلمان عورتوں اور آجکل کی عورتوں میں کتنا بڑا فرق ہے - کیا اب بھی کسی میں یہ ہمت اور شجاعت ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھہ میدان جنگ میں جاکر مریضوں اور زخمیوں کی خدمت کرے -

۸ - جنگ کے زمانہ میں مسلمان ایک شخص کے ساختہ پرداختہ کی برابر سمجھتے تھے - جو ایک کر گزرتا تھا دوسرے ہرگز اسکے خلاف نہ کرتے تھے - اگر ایک کسی کو پناہ دیدیتا تو دوسرے بھی اسکے عہد کی پاسداری کرتے یہانتک کہ اگر عورتیں بھی کچھہ کہہ گذرتیں تو سب ان کی بات کو پورا کرتے اور اپنی ایک بہن کی دل آزاری جائز نہ رکھتے تھے اسی قسم کی اور بہت سی باتیں امام صاحب نے اپنے اس چھوٹے سے رسالہ میں درج کی ہیں -

ناظرین ! جو کچھہ ہم نے بیان کیا یہ سمندر میں سے ایک قطرہ کی برابر بھی نہیں - پس اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فضلائے اسلام نے قواعد فقہیہ کے استنباط میں کیسی کیسی موشگافیاں کی ہیں باوجودیکہ ۱۲ سو برس گذر چکے لیکن ابھی تک انکے اختیار کردہ اصول مبادی میں بال برابر فرق نہیں آیا - اور پھر جو باتیں اختیار کی ایسے اصول پر قائم ہیں کہ جو نوع انسانی کی فلاح وصلاح کا ذمہ دار ہے اور یہ باتیں بہت بڑی دلیل ہیں اثبات کی وہ شریعت جس سے ایسے مسائل استنباط ہوسکے ضرور من جانب اللہ ہے - اور آج جو آئین وقوانین یورپ کے تمدن اور ترقی کا باعث ہو رہے ہیں وہ بھی سب اسی شریعت حقہ سے ماخوذ ہیں - ہم نے جن موتیوں کو کنکر سمجھکر اپنے ہاتھہ سے پھینکدیا - یورپ نے بکمال دانشمندی اُنہیں اُٹھالیا - اسلئے آج اسکا ستارۂ اقبال اوج کمال پر ہے - اور ہم ذلت وخواری میں پڑے ہیں -

اے مسلمانو ! اب بھی کچھہ نہیں گیا ہے - اپنی شریعت کی پابندی کرو - اور جو باتیں فی الواقع اس زمانہ میں بمقتضائے وقت نئی نکلی ہیں اور تم اون سے فائدہ اُٹھا سکتے ہو انہیں بھی بے تامل اختیار کرلو - اس کوئی حرج نہیں ہے - کیونکہ شریعت بدعت فی الدین کو منع کرتی ہے - نہ کہ دنیاوی معاملات میں غیروں سے مستفید ہونے کو - قوم اور مذہب کی غیرت ایسی بُری چیز نہیں ہے جیسی کہ سمجھی جاتی ہے - لیکن شریعت اسلام کو بے سوچے سمجھے بُرا کہنا اور اوس کے اصول ومبادی کو موجودہ زمانہ کے خلاف بتانا بھی کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے اگر تم شریعت کی پابند رہکر ترقی کرنا چاہو تو تم کو غیر قوموں سے بہت ہی کم معنوی قرض لینا پڑیگا - اور شریعت کو چھوڑ کر نیا راستہ نکالنا چاہتے ہو تو یاد رکھو کر کبھی فلاح نہ پاؤگے +

درخواست نکاح

۱ - قاضی شاہ دین صاحب نمبردار وجاگیردار مالیرکوٹلہ پور قریشی النسب ہیں احمدی سلسلہ میں شادی کرنیکے خواہشمند ہیں آمدنی معقول ہے - عمر تیس اور چالیس کے درمیان پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس بیوی سے اولاد بھی ہے - پرانے رشتہ داروں میں شادی نہیں کرنا چاہتے -

۲ - سید علی بخش صاحب احمدی ماہل پور درزی کا کام کرتے ہیں پچیس روپیہ ماہوار آمدنی ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے -

۳ - منشی عبدالرحمن صاحب مدرس ڈیرہ غازیخان اصل متوطن تونسہ تحصیل سنگھڑ احمدی ہیں - احمدیوں ہی میں شادی کرنا چاہتے ہیں عمر تیس سال کے قریب پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس سے دو لڑکے آٹھہ اور چار سال کی عمر کے ہیں دس روپیہ ماہوار تنخواہ ہے اور دو سو کنال اراضی کے مالک ہیں -

جو احمدی صاحب مندرجہ بالا صاحبان سے تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت جواب طلب امور کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں -

مراسلت

ایک نیا معترض

۳- جون کے روزانہ پیسہ اخبار کے اڈیٹوریل کالمز مین حضرت مرزا صاحب کی زلزلہ والی پیشگوئی پر ایک نوٹ لکھا گیا ہے کہ "جو لوگ زلزلہ کی پیشگوئی کر کے خلق خدا کو پریشان کرتے ہین وہ تخویف مجرمانہ کے مرتکب ہین"

ہم دعوے سے کہتے ہین کہ یہ نوٹ منشی محبوب عالم صاحب کا اپنا لکھا ہوا نہین ہے کیونکہ اس نوٹ کو غور سے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا راقم صحیح النظری سے بالکل محروم ہے ورنہ وہ دوسرے پیشگوئی کرنیوالون کو الگ رکھکر حضرت اقدس کے اشتہارات کے اقتباسات (جنکی وجوہات پر یہ پیشگوئی کیگئی ہے اور جو اُس کے صحیح النظر نہ ہونیکی وجہ سے یہیں ہی رہ گئے ہین) کے اندراج سے پہلو تہی نہ کرتا افسوس کہ معترض نے تخویف مجرمانہ کی کوئی تشریح نہین کی - اگر وہ اعتراض کرنے سے پہلے حضرۃ حجۃ اللہ کے اشتہارات نہ ایک خدا ترس دل لیکر پڑھ لیتا تو کبھی بہی اسکو ایسا نوٹ لکھنے کی جرأت نہ ہوتی ہان اسبات کی جوابدہی اُسی راقم نوٹ کے ذمہ ہے جس نے تخویف مجرمانہ کے ایکٹ کو ایک غیر متعلق معاملہ پر چسپان کر کے اوسکی ہیئت اور اصلیت کو بگاڑنا چاہا ہے - ہم معترض کو اسبات کا بہی یقین دلاتے ہین کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے جس اشتہار مین گورنمنٹ عالیہ کو متوجہ کیا ہے اوس کی اشاعت صرف اسی بات کو لئے ہوئے ہے کہ مخالفین کی غلط بیانیون کا دفیعہ کیا جائے ورنہ مخالفین کو چاہیئے کہ اُس اشتہار سے کوئی ایسا فقرہ دکہائین کہ جس مین اُس آنیوالی آفت کی پیشگوئی کو واپس لیا ہو ہان قطعی اور شرطی کے الفاظ سے راقم نوٹ کو جو غلطی لگی ہے وہ اسی کا حصہ تھا شاید وہ اصلاح اعمال کی شرط کو مہمل اور غفلت سے زندگی بسر کرنیکو بہتر سمجھتا ہو معترض صاحب یاد رکہین اور ضرور یاد رکہین کہ انہون نے جو ایک داعی الی اللہ کے الہامات کی تضحیک اور تکذیب کی ہے - اس کا نتیجہ خلق خدا کے حق مین ایک خطرناک نتیجہ ہے جسکی جوابدہی سے معترض صاحب خدا کے سامنے ہرگز بری نہین ہو سکین گے باقی رہا یہ اعتراض (کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہین ہے اسلیئے وہ جنگل مین پڑے ہوئے ہین") جس پر ہمین افسوس سے لکھنا پڑا ہے کہ اگر کسی حادثہ سے قبل از وقت اطلاع پا کر حفظ ماتقدم کے طریق پر عمل کیا جائے تو کیا اوسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ عامل کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہین ہوتا یہ ایک ایسا لچر اور لغو خیال ہے جو کسی دہریہ کے سوائے دوسرا کوئی کر ہی نہین سکتا - بالفرض اگر مان بہی لیا جائے تو پھر معترض کو اپنے حافظ پر زور ڈالکر یہ بتانا پڑیگا کہ جن نبیون کا ان (قلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنین واھلك الا من سبق علیه القول ومن آمن + فاسر باھلك بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد) آیات مین ذکر کیا گیا ہے وہ (نعوذ باللہ) اپنے چال چلن مین ٹہیک اور ایماندار تھے یا نہین ہم امید کرتے ہین کہ آئندہ معترض اپنی موجودہ حالت کا جو ایک مامور من اللہ کی مخالفت سے یہانتک پہونچی ہے کہ وہ خدا کے پاک نبیون کی بے عیب لائف پر بہی اعتراض کرنے سے نہین چوکا ملاحظہ کر کے جواب الجواب لکھنے کی کوشش نہین کریگا بلکہ خدائے رؤف الرحیم سے یون معافی مانگنی چاہیئے کہ اے خدا چونکہ مین مخالفت کے جوش سے تیری سنت قدیمہ اور تیرے پاک کلام کو مدنظر نہین رکہہ سکا اسلیئے تو مجھے معاف کر دے -

اخیر پر ہم اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار سے ملتمس ہین کہ وہ آئندہ ایسے مبتدیون کی غلط راؤن کو اپنے اخبار مین ہرگز جگہ ندین -

راقم ایک احمدی نکتہ رس -

ترجمۃ القرآن

ذیل مین مین اپنے مکرم مخدوم بہائی مولوی سید عبد الرحیم صاحب کٹکی کی مراسلت دربارہ ترجمۃ القرآن شایع کرتا ہون اس مراسلت مین انہون نے محض اپنے حسن ظن سے چاہا ہے کہ مین اس خدمت کو سرانجام دون -

مین نے اس ضرورت کو آج سے چہہ برس پیشتر محسوس کیا تہا اور ابتک یہ ضرورت میرے دل مین کہٹکتی رہتی ہے - اور فی الحقیقت قرآن کریم کے ترجمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے + جہانتک قابلیت اور لیاقت کا سوال ہے مین ہرگز ہرگز اپنے آپ کو اس لائق نہین پاتا کہ قرآن مجید کا کوئی ترجمہ شایع کر سکون - تفسیر القرآن جو اس عاجز کی قلم سے نکلی ہے یہ محض خدا تعالے کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے اس لحاظ سے اللہ تعالے کے فضل اور اسکی نوازش کا جب سوال پیش ہوتا ہے تو مین یقین رکہتا ہون کہ اسکی توفیق رفیق حال ہو تو میرے جیسا کم سواد آدمی بہی اس پاک خدمت سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے + اور محض اسی کے فضل و کرم اور اسکی ہی تائید و توفیق پر بھروسہ کر کے مین انشاء اللہ ترجمۃ القرآن کا ایک نمونہ ۳۰- جون ۱۹۰۸ء کے الحکم مین شایع کرونگا - اگر احباب نے مجھے کافی مدد دی تو خدا کے فضل سے کیا بعید ہے یہ سعادت مجھے حاصل ہو - بہرحال وہ مراسلت یہہ ہے - ایڈیٹر -

ترجمۃ القرآن

ہم بچشم خود دیکھتے اور چوطرف سے یہ آوازین ہمارے کان مین گونج رہی ہین کہ یہان قرآن کا ترجمہ شایع ہوا اور وہان سے تفسیر نکلی - جس طرح اسکے پہلے مسلمانون نے قرآن مجید کو مہجور کر رکھا تہا بحمد للہ آج مسیح موعود کے بابرکت زمانہ مین ہر ایک مسلمان خواہ ہمارا موافق ہو یا مخالف قرآنی آیات و فرقانی استدلالات پر اعتصام کے لئے بڑی مستعدی ظاہر کر رہا ہے - مگر افسوس موافق و مخالف دونون کا مطمع نظر وہی تفاسیر ہین جنکو ایسے ہاتہون نے لکہا کہ جنکے پاس محض روایات و اقوال تفہیم معنے قرآنی کے لئے حکم و قاضی کا حکم رکہتے ہین -

روایت کشون نے جانفشانی کر کے اس قدر انبار کے انبار جمع کر ڈالے جنکے تاریک حجاب مین آیات قرآنی اور احکام ربانی کا نور بالکلیہ مستور ہو گیا ہے) مترجمون اور مفسرون نے اس امر کا خیال ایک ذرہ برابر بہی نہین کیا کہ ہمارا یہ ترجمہ اور ہماری یہ رائے دوسری آیات کے منشاء کے موافق ہے یا مخالف انکو صرف یہ فکر رہی ہے کہ ایک ایک آیات کے تحت مین بہت سے اقوال گو باہم متضاد سہی اکہٹے کر کے وسعت نظر کی داد ناظرین سے لین چونکہ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اُن تمام رطب و یابس روایات سے دست کش ہو چکا ہے جو بصراحت کتاب مجید کے معارض مین پڑی ہوئی ہین اور اپنے امام آخر الزمان کی ہدایت پر قرآنی فیصلہ کو ہرحال مین مقدم رکہنا چاہتا ہے تو پس ایسی حالت مین اگر سردست کوئی ترجمہ قرآن اوس کے ہاتہین نہ دیا جاوے اور وہی پرانا سبق اس کا زیر مشق رہے تو میری رائے مین ہدایات امام علیہ السلام کی پوری اطاعت اور اسپر استقامت کا دعوےٰ سراسر دعوےٰ بے دلیل ہے - اور اعنین اور غیرون مین مابہ الامتیاز من کل وجوہ غیر ممکن خدا گواہ ہے کہ جب اسبات پر غور کرتا ہون کہ ہمارے مخالفون کے ہاتہون مین متعدد قرآن مجید کے تراجم موجود ہین اور ہمارا ہاتہہ اس نعمت الہی سے علی العموم تہیدست ہے تو آنکہہ دل کے صدمہ سے متاثر ہو کر آنسو بہانے مین مصروف ہو جاتی ہے - کاش یہ میری دردانگیز صدا کسی دولتمند احمدی بہائی کے کان مین پہونچے اور میرے دینی درد کو اپنا درد محسوس کرے تو کوئی عجب نہین کہ بہت جلد میرے مخدوم جامع علوم حکیم الامۃ عارف قرآن مجاور امام حضرت مولوی نور الدین صاحب بہیروی کا ترجمہ شایع ہو کر احمدی جماعت کے دلون مین سرور اور آنکہون مین نور بخشے - اور بہت شکوک و اوہام کے ازالہ کا باعث ہو - میرا مجروح دل و مضطر قلب ایک اور سہل تجویز کئے بغیر رہ نہین سکتا کہ اگر اخبار الحکم کے فاضل ایڈیٹر اخی شیخ یعقوب علی صاحب ہمارے درد کے درمان کے لئے تہوڑی سی تکلیف گوارہ فرما دین اس مبارک کام کو التزاماً شروع کر دین تو غالباً ہماری آرزو کی کشتی آج نہین تو کل ساحل مقصود تک پہونچ سکتی ہے -

الراقم

عاجز سید عبد الرحیم کٹکی نزیل حیدر آباد -

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

کاٹھہ گڑھ ضلع ہوشیارپور مین برادرم عبد السلام کی شادی کی تقریب پر چودہری حسین خانصاحب نے عام تبلیغ اور پرانی اور بیہودہ رسمون کے استیصال کی نیت اور غرض سے جالندہر اور ہوشیارپور کے ضلع کی احمدی جماعتون کو دعوت دی تہی اور قادیان - وزیر آباد - سیالکوٹ - دہرم کوٹ بگہ سے بہی چند احباب کو تبلیغ اور تحریک کے لئے بلایا تہا - اسی تقریب پر ایڈیٹر الحکم بہی کاٹھہ گڑھ حاضر ہوا تہا - خدا تعالے کا شکر ہے کہ یہہ مجمع نہایت مبارک مجمع ثابت ہوا کہ اس موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ کی اشاعت کی گئی - رشتہ داریون اور ناطون کو احمدی قوم ہی مین محدود کرنے کے لئے پرزور تحریک ہوئی جسپر کاربند ہونے کا احباب نے اعتراف کیا - چونکہ راجپوت قوم مین بدقسمتی سے بیوگان کے نکاح کو معیوب سمجہا جاتا تہا اسکے خلاف اقرار کیا گیا کہ اس سلسلہ کو جاری کیا جاوے - اور حصص وراثت مین جو لڑکیون کو خلاف شرح محروم کیا گیا ہے اسی دستور کو اٹہا کر حصص دئے جاوین خدا تعالے کا بڑا ہی احسان ہے کہ ایسے مبارک امور کے اجراء کی تحریک اس تقریب پر ہوئی + چودہری حسین خانصاحب اور چودہری غلام احمد خانصاحب جو دونون احمدی ہین اور کسی وجہ سے انمین پرانی نزاع چلی آتی تہی محض خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنیکے لئے دونو بہائی گلے مل گئے اور نہایت فراخدلی اور شرح صدر کے ساتھہ باہم عفو تقصیر کر دیا - اس اتفاق سے احمدی جماعت کاٹھہ گڑھ کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے اس لئے کہ چودہری غلام احمد خان صاحب اپنے ضلع مین ایک نہایت سرکردہ رئیس ہین خدا تعالےٰ اس اتفاق کو بہت ہی بابرکت کرے - کسی قدر تفصیل سے اس شادی کے حالات پھر لکہون گا مین دونون بہائیون کو اور کاٹھہ گڑھ کی جماعت کو خصوصیت سے مبارکباد دیتا ہون -

مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی بہی اس تقریب پر مدعو ہوئے تہے حافظ صاحب بہت جلد واپس آنا چاہتے تہے لیکن جماعت کاٹھہ گڑھ اور دوسری جماعتون

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجربات سے فائدہ اٹھاؤ

میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جسمیں اصول صحت کی خلاف ورزی کی وجہ سے جو لوگ دکھ اٹھا رہے ہوں انسے بقدر طاقت ہمدردی کروں۔ میں نے دنیا کا سفر کیا ہے نہ مجھے کسی استاد ہو اور نستیاسی نے کوئی النسخہ بتایا ہے ہاں مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے میں بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے میں مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب میں ان کے ماتحت اور نگرانی میں ہر قسم کے مریضوں کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہوں۔ اور بیشک بھی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضوں کی خط و کتابت اور ان کے لئے نسخہ جات کا تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے۔ پس جو لوگ حضرت حکیم الامۃ کے طریق علاج اور آپکی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہیں اور میں جانتا ہوں پنجاب میں کوئی جگہ ہوگی جہاں ایسے واقف کار موجود نہ ہوں انکے لئے اتنا ہی کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعویٰ کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ اور اب جو میں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمیں بھی میرا اصول یہی ہوگا کہ **امراض عامہ** جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتی ہیں کا علاج تو ان ہزارہا مرتبہ آزمودہ اور مجرب نسخوں کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب کے **مطب** میں ہمیشہ مستعمل ہوتے ہیں اور خاص اور قابل غور امراض میں مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کریں گے۔ اس بنا پر یہ شفاخانہ جس کا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکھا گیا ہے میں نے قادیاں میں کھولدیا ہے۔ اس شفاخانہ کے ذریعہ سے اور ایک عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کی طبی **تحقیقات** اور **مجربات** کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید تجربوں پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شایع کیا جاوے۔

(لاکھ شہادت کی ایک شہادت)

میں تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف ہے اور خوب واقف ہے۔ بعض خطرناک بیماریوں نفث الدم اور دق میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا میں امید کرتا ہوں کہ اگر وہ تقویٰ سے کام لے گا تو اس کو خود بھی اور اس کے باعث بہت لوگوں کو نفع پہونچیگا۔ الٰہی میرا گمان سچ ہو۔ آمین

نورالدین

سرمہ زنگاری۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزارہا مریضوں پر آزمایا ہوا آنکھوں کی بہت سی بیماریوں خصوصاً جالا۔ دھند۔ سبل (دیکھنے آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑجانا) ڈھلکا (آنکھوں میں پانی زیادہ آنا) جرب جسمیں پلکوں کے سرخی نمودار ہو وغیرہ کیلئے مفید قیمت فیتولہ عہ۔ **آتشک کی گولیاں** قیمت فی ڈبیا عہ۔ **مرہم آتشک۔** فی ڈبیا ۸ر۔ **سفوف جریان** (مرد کو ہو یا عورت کو) چند دن کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا فی تولہ عہ۔ **سفوف سوزاک** قیمت ساتھ سوزاک کیلئے ۸ر۔ **حبوب باد گولا۔** یہ گولیاں امراض ہسٹریا (باد گولا) میں از بس مفید ہیں عورتیں عموماً اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں۔ اور بسبب جن بھوت کے آسیب کا وہم رکھنے کے بہت سا روپیہ خرچ کردیتے ہیں اور اندر ہی اندر گھل گھل کر مرجاتی ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا عہ۔ **عرق عشبہ** قیمت فی شیشی عصہ۔ **حب طحال** قیمت فی ڈبیا ۱۲ر۔ **کھانسی کی گولیاں** فی ڈبیا ۸ر۔ **حبوب بواسیر۔** قیمت فی ڈبیا عہ۔ **روغن شمیم** قیمت فی شیشی عصہ۔ **بال اڑانیکا پوڈر** فی ڈبیا ۸ر۔ **حب ضیق النفس۔** قیمت فی ڈبیا عہ۔ **وائی گاسو** قیمت فی ڈبیا کھانے کے لئے عہ۔ **حبوب ہاضم۔** یہ گولیاں درد شکم اور قبض سوء ہضم نفخ قراقر اور ضعف معدہ اور دیگر امراض معدہ کیلئے ازحد مفید ہیں قیمت فی ڈبیا ۸ر۔ **روغن دافع امراض گوش** قیمت فی شیشی ۸ر۔ **مرض اٹھرا کی مجرب دوائی۔** یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سینکڑوں عورتوں کو فائدہ ہوا ہے جنکے بچے بچپن میں اس مرض سے تلف ہوجاتے ہیں قیمت فی شیشی عصہ۔ **منجن۔** قیمت فی ڈبیا ۸ر۔ **خارش کی عجیب دوائی** قیمت فی ڈبیا ۸ر۔ **المشتہر مفتی فضل الرحمن منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیاں**

ہندوستانیں ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بھر میں ایک لاثانی کمپنی ہے بمقصد ذیل وجوہات سے (۱) اسکا کل انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیوں کے ہاتھ میں انتظام ہونے کی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیرملکی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اسلئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قائم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی انتقال کرچکے ہیں انکے پسماندگاں کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے خوب واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرنا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قایل ہوجائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں نہیں کرانا چاہیے۔ آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کیلئے ایک معقول رقم چھوڑ جانے کا انتظام کریں ہماری کمپنی کے پراسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوی کے صحت کا قائل کرادیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ بھیجیے پراسپیکٹس مذکور آپکی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہنچ جائے گا۔ **گیان چند منیجر وائیگپواری۔ یا** درخواستیں بنام لاجپت رائے صاحب سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہیے

ہما برف بارید بر پر زاغ — نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا دنیاوی خوشیوں کا خاتمہ ہے اور خاصکر جبکہ اولاد نہ ہو اگر بڑھاپا تو غضب ڈھاتا ہے آپ بھی اگر بوڑھے کی حد تک پہونچ گئے ہوں تو مفصلہ ذیل نخہ سے پڑہیں۔ **شاہی خضاب** مثل تیل پھول کے لگایا جاتا ہے بالوں کو دو منٹ میں سیاہ بھنور کردیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت للعہ۔ **روح افزا** نامردی سستی لاولدی ضعف باہ و دماغ جریان و دیگر کیواسطے اکسیر ہے پیر کو نوجوان اور نوجوان کو پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی۔ **روح النسا** حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد ہو یا جلدی تکلیف ہو یا بالکل نہ آوے سفید پانی آوے لاولدی ہو یا ڈبیر سوزش ہو۔ غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کے واسطے مجرب ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی **فرانسیسی گلگونہ** چہرہ سے جھریاں چھائیاں۔ سیاہ داغ۔ کیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت و اجلا بناتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔ **گولیاں و روغن۔** ان کے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر کچھ سفید ہوگئے ہوں تو بھی سیاہ ہوجاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں۔ قیمت دو روپے **بال اڑانیکا تیل** بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ میں نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں قیمت ۸ر فی شیشی **سرمہ ممیرا** دہند۔ غباری۔ لالی۔ پڑبال۔ پانی جانا و ابتدائی موتیا بند کے واسطے اکسیر ہے قیمت دو روپیہ فی تولہ **بواسیر۔** خونی بادی جدی یا آتشک سے ہوئے اگر ہوں تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپے۔ **دمہ۔** کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو خواہ پھیپھڑے خراب ہوگئے ہوں تو بھی شفا ہو۔ قیمت تین روپے **دوائی آتشک** مجرب و اکسیر قیمت تین روپے **دوائی سوزاک** تیر بہدف تین روپے۔ **خط و کتابت کا پتہ**
ڈاکٹر کیسر سنگھ ایم اے بکرم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب